حضرت مخدوم لطف اللہ سرور نوح رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کا تحقیقی مطالعہ

Research study of religious services of Hazrat Makhdoom Lutfullah Sarwar Nooh (RA)

1-Altaf Hussain Memon	2-Pro. Dr.Hafiz Munir Ahmed
Phd Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture University of Sindh, Jamshoro.	Dean Feculty Of Islamic Culture Department of Comparative Religion & Islamic Culture University of Sindh, Jamshoro.
Email: altafhussaintahiri@gmail.com	Email: dean.istudies@usindh.edu/pk

To cite this article:

Memon AltafHussain.Pro.Dr.Hafiz Munir Ahmed (2020). urdu

حضرت مخدوم لطف اللہ سرور نوح رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کا تحقیقی مطالعہ

Research study of religious services of Hazrat Makhdoom Lutfullah Sarwar Nooh (RA)

Albahis: Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2), 1–13. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

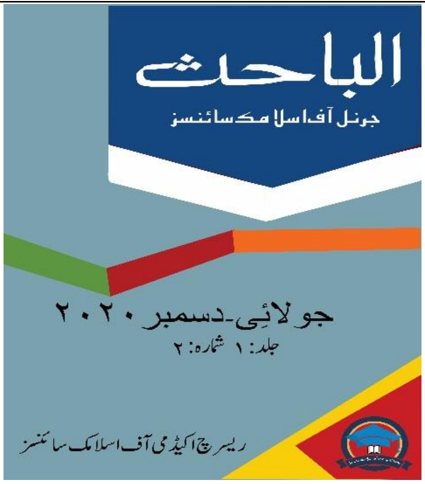

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

حضرت مخدوم لطف اللہ سرور نوح رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کا تحقیقی مطالعہ

Research study of religious services of Hazrat Makhdoom Lutfullah Sarwar Nooh (RA)

Abstract

Many appropriate leaders have said that indeed it was the name Lutfullah put by his parents on Makhdoom Nooh, but as his name Lutfullah was already put on a faqeer alies Madan faqeer by Hazrat Samdiyat, so he did not accept the name Lutfullah for himself & then no one remembered the name put by his parents over him. On the earth & in heavens & everyone knows him as Makhdoom Nooh / Sarwar Nooh. Makhdoom Sarwar Nooh R.A was the descendant of the noble family of the Ameer ul Momineen Sultan ul Auliya, Ameer ul Muttaqeen, Hazrat Abu Bakar Siddique (R.A) & he usually used to say that I am one of the descendent of Hazrat Abu Bakar "R.A". Makhdoom Sarwar Nooh R.A dictated & made counting of the all names of the chain of the descendants from Hazrat Abu Bakar Siddique R.A to his self. Due to religious services of Makhdoom Sarwar Nooh R.A his name is taken/remembered with great respect in Islamic world. He was Mujaddid of 10th century & was a great preacher of Islam in Sindh. One of his religious services is that he wrote the 1st Persian translation & tafseer of Quran-e-Pak in world & that translation & tafseer in present which is about 400 years ago. During the life of Makhdoom Sarwar Nooh R.A (1506-1590) two families ruled over Sindh i-e. Argon & Turkhan. Poets like Qazi Qazan & Shah Abdul Kareem were his contemporaries. His teachings, lectures words, speeches, talks are full of wisdom & knowledge by every means in his poetry & kalam there is usage of a particular word "Jogi" beautifully & wisely.The language used by Makhdoom Sarwar Nooh R.A in his scriptures & poetry is very easy to understand. After listening the poetry of Makhdoom Sarwar Nooh R.A, no one dares to say that this is 400 years old. This is the poetic greatness of Makhdoom Sarwar Nooh R.A.It should be kept in mind that someone was ruling over sindh when contemplating over the philosophy & concernment of scriptures emphasizes on Moderateness & enhances the importance of time. Makhdoom Sarwar Nooh R.A scriptures are mystical (hectic) from meaning point of view.

Keywords: Great Personality, Taswuf, Epistemic, Literary, Saints.

کلیدی الفاظ: عظیم شخصیت، تصوف، علمی، ادبی، اولیاء بزرگ

تعارف

اللہ تعالی جس بندہ کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہیں، اپنا دوست بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے غیب سے ایسے اسباب پیدا فرماتے ہیں کہ وہ خود حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ یا اللہ میں پہلے کیا تھا اور اب کیا سے کیا ہو گیا ہوں اور دل میں اللہ تعالی کی طرف ایک کشش اور جذب محسوس کرتا ہے، اللہ تعالی نے اس کو شان جذب سے تعبیر فرمایا ہے۔ ایک معلم اخلاق کو پورے طور پر قوم کی اجتماعی اور انفرادی نفسیات سے واقف ہونا چاہئے کسی انسان کے فکر و عمل میں اس وقت تک تبدیلی پیدا نہیں کی جاسکتی جب تک اس کے ذہنی محرکات، قلبی کیفیات اور طبعی رجحانات کا صحیح اندازہ نہ ہو۔

اگر ایک مرتبہ انسان کے ان افکار و جذبات کا علم ہو جائے، جو وہ سماج یا قانون یا کسی اور ڈر سے اپنے دل میں چھپائے رکھتا ہے تو اس کی اصلاح و تربیت کا کام بہت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ انسانی فطرت سے ناواقفیت، اصلاحی کام میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس میں انسان کے تجربے کو بھی بڑا دخل ہے۔ غالبا اسی مصلت کے پیش نظر مشائخ چشت اپنے خلفاء کو خلق میں رہ کر لوگوں کی جفاو قفا برداشت کرنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے، اُن کا یقین تھا کہ جو نفسیاتی بصیرت تجربے کی راہ سے آئے گی وہ زیادہ صحیح اور موثر ہو گی۔ نفسیاتی بصیرت اور تجربے کی بنیاد پر بات کریں تو ان میں بیشمار خلفاء اصحاب بزرگ ہستیاں ہو کر گزریں اور ان میں جن بزرگوں کی خدمات کا ذکر کریں تو ان ہستیوں میں سے ایک عظیم ہستی مخدوم نوح رحمت اللہ ہیں جو سندھ کے مشہور بزرگ ہستیوں میں سے ایک ہیں۔ جن کے کرامتیں اور معجزات آج بھی مشہور ہیں۔ یہ وہ عظیم صوفی ہیں جنہوں نے دین واسلام کی دعوت میں بڑا مثبت کردار ادا کیا اور دین واسلام کی دعوت کو عام کیا۔ ان عظیم بزرگ ہستی کے بارے میں جتنا بیان کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔

مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام مخدوم نعمت اللہ ہے اور آپ صدیقی قریشی کے آباؤ اجداد محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عربستان سے سندھ پہنچے۔ حضرت مخدوم سرور نوح رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے بغیر کسی حائل کے اللہ تبارک وتعالی سے فیض حاصل کیا۔ اس سے پہلے شروع سے ہی آپ کا خاندان سہروردی طریقے پر قائم تھا۔ آپ کی زبان سلیس، عام فہم ہے آپ کے کلام کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے کلام میں کتنی ایسی مثالیں ہے جن میں آپ نے بامحاورہ معنی کا استعمال کیا ہے۔ ایک باکمال اور قادر الکلام شاعر کے کلام میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں، وہ سب ان میں موجود ہیں، ان خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کے کلام ایک جدید مفہوم پیش کرے جس میں تازگی ہو اور یہ خوبی آپ کے کلام میں موجود ہے۔ آپ کی بصیرت افروز نگاہ کائنات کی ایک ایک چیز کا تمام باریک بینی سے مطالعہ کر چکی ہے۔ درد اور غزل شاعری کا لازم جزو ہے اور ہر شاعر اس کو اپنے اپنے انداز میں بیان کرتا ہے۔ لیکن مخدوم سرور نوح رحؒ نے جس انداز سے شاعری کا حق ادا کیا ہے وہ واقعتاً ایک امتیازی ادبی حیثیت رکھتا ہے۔ مخدوم سرور نوح رحؒ کے کلام کا مضمون ایک نصیحت آمیز اور صوفیانہ ہے ان کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ کا مزاج اور ماحول مکمل طور پر صوفیانہ اور مذہبی ہے۔ آپ کے کلام کی زباں تمام آسان فہم ہے۔

آپ کے کلام کے فلسفے پر غور کریں گے تو معلوم ہو گا کے آپ نہ تو مذہبی طور پر سخت اور انتہا پسند تھے اور نہ ہی تارک دنیا صوفی تھے۔ اور نہ ہی آپ کا کلام ماحول سے فرار ہونے کی تلقین کرتا ہے بلکہ آپ حالات کے موجب اعتدال پسندی والا راستہ اختیار کرنے کا مشورہ دیتا ہے، اس کے باجود بھی وقت کے حاکموں کے پاس آپ کی بہت عزت تھی اور آپ کے مریدوں کا ایک بڑا خاص حلقہ تھا جو ۹ لاکھ سے بھی زیادہ بتایا گیا ہے جن میں جنّ وانسان سب شامل ہے اور وہ سب آپ کے علمی بصیرت کے قائل تھے۔ اس کے باوجود آپ کے کلام میں عاجزی وانکساری پائی جاتی ہے۔ حضرت غوث پاک مخدوم سرور نوح رحہ کی عمر مبارک ۸۴ سال تھی مگر آپ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود آپ بلکل صحتمند اور چست اور الحمدللہ ۵ وقت باجماعت مسجد شریف میں ادا کرتے تھے۔

مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت

مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۲۷ رمضان المبارک سن 911ھ بمطابق 1506ء میں جمعہ کے دن ہوئی۔ والدین نے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص لطف سمجھ کر آپ کا نام لطف اللہ رکھا جو آگے چل کر نوح رحمۃ اللہ کے نام سے مشہور ہوا۔[1]

تعلیم و تربیت: حضرت مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ ۷ سال کی عمر میں اپنے محترم استاد کامل اکمل مخدوم عربی سے علم حاصل کیا جو لوگوں میں شاہ ڈنو کے نام سے مشہور تھا۔ ان سے روایت مشہور ہے کہ آپ نے صرف مدرسے میں قرآن پاک حفظ کیا اور ساتھ فقہ کی چند کتابیں پڑھی اور باقی علم اللہ تعالیٰ کے وسیلے سے حاصل کیا۔ ایک دفعہ آپ نے خود فرمایا کہ ہم مخلوق میں سے کسی کے مرید نہیں ہے بلکہ ہم اپنے خدا کے مرید ہیں۔ یعنی آپ نے براہ راست اپنے خدا سے فیض حاصل کیا ہے، اسی طریقے کو اویسی طریقہ کہا جاتا ہے۔ آپ کی شادی سردار امین انڑ کی صاحبزادی کے ساتھ 1505ء میں انتھاہی سادگی کے ساتھ شادی ہوئی۔[2]

خاندانی پس منظر: مخدوم لطف اللہ عرف مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ صدیقی قریشی کے آباؤ اجداد محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عربستان سے سندھ پہنچے۔ یہ بزرگ پہلے پنجاب کے ایک گاؤں کوٹ کروڑ ضلع ڈیرہ غازی خان آئے جہاں سے وہ سندھ کے شہر بوبک ضلع دادو میں آئے اور وہاں سے ہالا میں آکر مستقل طور پر آباد ہوئے۔ مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام مخدوم نعمت اللہ تھا اور آپ کی والدہ ماجدہ لاکھا قوم سے تھی اور آپ کی نانی محترمہ سومرا قوم سے تھی۔[3]

کسی بھی کتاب کے تذکرے اور تاریخ میں یہ نظر نہیں آتا کے سب سے پہلے اس خاندان کے کونسے بزرگ نے سندھ میں آکر رہائش اختیار کی؟ البتہ یہ روایت مشہور ہے کے اس خاندان کا بانی محمد بن قاسم کے لشکر کے ساتھ سندھ آئے۔ اس کے بعد اس نے کوٹ کروڑ میں آکر رہائش اختیار کی۔ سب سے پہلے جس شخص نے سندھ کے شہر بوبک میں رہائش اختیار کی اس کا نام مخدوم فخر الدین کبیر تھا۔ مخدوم فخر الدین صاحب بڑی شان والے بزرگ ظاہری اور باطنی علوم کا مالک تھا کچھ روایت میں ہے کے آپ کی وفات بوبک شہر میں ہوئی اور بعض روایت کے مطابق آپ کا انتقال سیوہن میں ہوا اور آپ کی مزار مخدوم سید عثمان مروندی کے مزار کے قریب ہے۔[4]

اس کے بعد مخدوم فخر الدین صغیر نے ہالا میں آکر رہائش اختیار کی۔ دلیل الذاکرین میں ہے کے ایک دفعہ مخدوم فخر الدین صغیر گھومنے کے ارادے سے ہالا آئے، یہاں کے باشندے آپ کے کمالات و برکات سے پہلی ہی باخبر تھے تو انہوں نے بڑی عاجزی اور ادب کے ساتھ آپ سے گذارش کی کے یہاں پر آپ سکونت اختیار کریں۔ اسی طرح مخدوم فخر الدین صغیر صاحب نے درخواست قبول کرتے ہوئے ہالا میں رہائش اختیار کی۔

آپ کا تعلق: آپ قریشی اور صدیقی کہلواتے تھے اور فرماتے تھے کے میں حضرت ابو بکر صدیق بن حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولاد سے ہوں آپ کا شجرہ کچھ اس طرح ہے:

[1] - صدیقی غلام حیدر مخدوم، سفینۃ النوح، ترجمہ وتدوین شیخوپورہ، ادارہ کتب خانہ میاں مشتاق احمد ڈوگر، ۱۹۲۶ء ص ۸۴

[2] - مترجم سعید احمد بھٹو مولانہ، فارسی ترجمہ حضرت مخدوم سرور نوح رحمۃ اللہ علیہ، طالب المولیٰ اکیڈمی، ۲۰۲۰ء

[3] - صدیقی غلام حیدر مخدوم، سفینۃ النوح، ترجمہ وتدوین شیخوپورہ، ادارہ کتب خانہ میاں مشتاق احمد ڈوگر سن اشاعت ۱۹۲۶ ص ۸۴

[4] - صدیقی قریشی فتح محمد مخدوم، رسالہ فتحیہ، جامشورو سندہ، سندہی ادبی بورڈ سن اشاعت ۲۰۱۱ع جلد نمبر پہلا ص ۳۸۴

مخدوم نوح کامل مکمل مرشد الزمان، قطب الدوران، وسیلۃ الغرباء، غوث الحق بن مخدوم نعمت اللہ بن مخدوم اسحاق، بن شیخ شہاب الدین صغیر، بن شیخ سرور، بن شیخ فخر الدین صغیر، بن شیخ عزالدین، بن شیخ سراج الدین، بن شیخ خیر الدین، بن وحید الدین، بن ابی عاصم، بن محمد، بن شیخ ابوالقاسم، بن شیخ شہاب الدین کبیر، بن شیخ وحید الدین، بن شیخ مسعود، بن ابوالقاسم، بن محمد بن عبد الرحمٰن، جس کو محمد عبد الرحمٰن بھی کہا جاتا تھا اور آپ عمر کے نام سے بھی مشہور تھے ایک دوسری روایت ہے کے یہ حضرت عبد الرحمٰن حضرت ابو بکر کا بیٹا نہیں ہے بلکہ قاسم بن محمد کا بیٹا ہے جس کی بہن ام فروہ تھی جو کہ محمد باقر بن علی زین العابدین بن امام حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں آئیں جن سے امام جعفر صادق پیدا ہوئے اس روایت کے مطابق مخدوم معظم محمد بن ابو بکر صدیق کے اولاد میں سے ہوئے۔ جس کی کنیت ابوالقاسم تھی آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہ نے مصر کا حاکم مقرر کیا مرحوم مخدوم مولانا غلام حیدر صدیقی جو کے مخدوم محمد زماں کے چچا تھے اپنے کتاب سکینۃ الروح میں اپنے خاندان کا شجرہ شیخ خیر الدین سے اوپر اس طرح لکھتے ہیں

شیخ خیر الدین بن ابی عاصم بن شیخ محمد بن وحید الدین بن محمد مسعود، بن ابوالقاسم بن محمد بن عبد الرحمٰن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

آپ کے افکار کا اجمالی جائزہ: حضرت مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ ۷ سال کی عمر میں اپنے محترم استاد کامل اکمل مخدوم عربی سے علم حاصل کیا جو لوگوں میں شاہ ڈنو کے نام سے مشہور تھا۔ ان سے روایت مشہور ہے کہ آپ نے صرف مدرسے میں قرآن پاک حفظ کیا اور ساتھ فقہ کی چند کتابیں پڑھیں اور باقی علم اللہ تعالیٰ کے وسیلے سے حاصل کیا۔ ایک دفعہ آپ نے خود فرمایا کہ ہم مخلوق میں سے کسی کے مرید نہیں ہے بلکہ ہم اپنے خدا کے مرید ہیں۔ یعنی آپ نے براہ راست اپنے خدا سے فیض حاصل کیا ہے، اسی طریقے کو اویسی طریقہ کہا جاتا ہے۔ یہ ربانی فیض اور علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توصل سے ملا اور آپ نے یہ چار علم حاصل کیے۔[5]

۱- مرشد کے بیعت کے بغیر ذکر کی تلقین

۲- قرآن پاک کے تفسیر کا علم

۳- حدیث کے علم کی تشریح

۴- خوابوں کی تعبیر کا علم

اور بھی بیشمار روایتوں سے علم لدنی کی تائید ملتی ہے۔

مخدوم صاحب کی علمی خدمات مثلاً قرآن پاک کے تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کے آپ نے قرآن پاک کے تفسیر میں مہارت حاصل کی، جس سے ظاہر ہے کے آپ کو قرآن پاک یاد ہونے کے ساتھ ساتھ کافی زیادہ علم تھا اور دوسرے ظاہری علوم میں بھی آپ کو کافی دسترس حاصل تھی۔ مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ آپ کو علمی لدنی اور معرفت پر ایسا کمال حاصل تھا قرآن پاک کے رموز سے آپ واقف تھے اور آپ اپنے سے بڑے شاگردوں کو بھی ان الفاظ کی معنیٰ اور تفسیر سمجھاتے تھے۔ مخدوم نوح رحہ کے علم عرفان، دینی اہلیت وفضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے قرآن پاک کا فارسی ترجمہ و تفسیر لکھا جو بڑے بڑے عالموں اور محققوں کی نظر میں ایک دینی اور علمی سرمایا ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کے آپ عربی اور فارسی زبان کے بڑے عالم تھے۔ آپ بلکل سادہ طبیعت کے مالک تھے اور نبی کریم ﷺ کے قول الفقر فخری پر عمل کرتے تھے۔ آپ کے مریدین بیشمار تھے جن میں بڑے بڑے امیر تھے۔ آپ کی خدمت میں جو بھی نذرانہ پیش ہوتا تھا وہ سب اللہ کی راہ میں ضرورت مندوں کو دیتے تھے، بعض دفعہ حویلی پر کھانے کے لیے کچھ موجود نہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ عید الفطر کے موقع

---

[5]- چنا محبوب علی سیوھانی، مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ کے سھیو گی، جامشورو سندھی ادبی بورڈ سن اشاعت سال پہلا ۱۹۹۱ ص ۲

پر یہ حال تھا کے حویلی پر کھانے کے لیے کچھ موجود نہ تھا جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ کو بہت زیادہ خوشی ہوئی اور فرمایا الحمد اللہ یہ سنت بھی نبی کریم ﷺ کی ادا ہو گئی۔ مطلب کہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کرتے تھے۔ خدا تعالی کے ذکر اور یادگیری کا یہ عالم ہوتا تھا کے آپ کے ہونٹ مبارک کبھی بھی اللہ کے ذکر سے خاموش نا ہوتے تھے۔ جاگتے اور سوتے آپ کا دل و دماغ، ہونٹ اور زبان اللہ کی ذکر کی طرف مائل ہوتے تھے۔ ایک دفعہ نائی آپ کی سنوارت بنا رہا تھا جب ہونٹوں کے قریب پہنچا تو ادب سے پیچھے ہٹ گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ اگر مخدوم صاحب ہونٹوں کو تھوڑی دیر کے لیے روک رکھیں تو میں آسانی سے آپ کی سنوارت کر دوں۔ نائی نے ابھی یہ سوچا ہی تھا کے مخدوم صاحب کو کشف ہوا اور فرمایا کہ یہ ہونٹ اس فقیر کے قبضے میں نہیں ہیں، بلکہ اس قبضہ قدرت میں ہے جس کے حکم سے یہ سورج اور چاند چلتے ہیں۔ جب یہ رک جائیں گے تو یہ بھی رک جائیں گے۔ آپ کی گفتگو میں ہمیشہ انکساری اور عاجزی ظاہر ہوتی تھی۔ بات بات میں اپنے آپ کو فقیر کہہ کر بلاتے تھے۔ حضرت مخدوم سرور نوح رحہ جنہوں نے پوری زندگی اسلام کے لیے وقف کر دی، آپ نے اپنے دور میں سنت رسول ﷺ کو زندہ کیا ، بدعات کو ختم کیا، لاکھوں لوگ آپ کی تعلیمات سے فیضیاب ہوئے۔ سینکڑوں کی تعداد میں خانقاہیں یاد الاہی کے لیے آباد ہوئے جن کے آثار ابھی تک ملک و بیرونی ممالک میں ملتی ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کے آپ نے دین متین کے لیے کتنی خدمت کی ہے۔[6]

آپ کی جو خدمات حضرت مخدوم سرور نوح رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے بغیر کسی حائل کے اللہ تبارک و تعالی سے فیض حاصل کیا۔ اس سے پہلے شروع سے ہی آپ کا خاندان سہروردی طریقے پر قائم تھا۔ سندھ میں سب سے پہلے مخدوم بکھری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سلسلہ متعارف کرایا۔ اور آپ نے شیخ شہاب الدین سہروردی رحہ سے خلافت حاصل کی۔ اور بکھر سندھ میں اپنا آستانہ قائم کیا۔ سندہ کا مؤرخ میر علی شیر قانع لکھتا ہے کے شیخ بکھری رحمۃ اللہ علیہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے قریبی مریدوں میں سے ہے[7]۔

قرآن پاک کی تفسیر۔ اہل علم سے یہ بات چھپی نہیں ہے کہ قرآن پاک کے فارسی زبان میں جتنے ترجمے موجود ہیں ان میں مال حسین واعض کاشفی ہروی اور علامہ شھاب الدین دولت آبادی ہندی کے فارسی ترجمے تفسیر کے ساتھ شایع ہو چکے ہیں اس کے بعد زیادہ شہرت اور مقبولیت جس فارسی ترجمے کو حاصل ہوئی وہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحہ کو حاصل ہوئی۔ اس سے پہلے ۱۰ صدی ہجری کے اوائل میں قرآن پاک کا فارسی میں ترجمہ ہوا جو حضرت مخدوم نوح رحہ نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ تقریبا آج سے ۴۰۰ سال پہلے کا کیا ہوا ہے جس کا ایک قلمی نسخہ حضرت مخدوم طالب المولی کے اپنے ذاتی کتب خانے میں محفوظ ہے اور ایک نسخہ ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان صاحب کے مرحوم دادا ڈاکٹر غلام مصطفی صاحب کی لائبریری میں موجود ہے[8]۔ جیساکے یہ ترجمہ آج سے ۴۰۰ سال پہلے کا ہوا ہے اور اس کا ترجمہ فارسی میں نہایت قدیم استعمال ہوا ہے اس ترجمے میں ایک خاصیت یہ بھی ہے کے قرآن پاک کے سورتوں سے پہلے جتنی دفعہ بھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی آیت آئی ہے اتنی دفعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ اپنے صوفیانی ذوق اور عارفانی انداز میں کیا ہوا ہے جیساکے،

ابتدامی کنم بنام خدائی سزائی پرستش روزی دھندہ رحمت کنندہ یعنی شروع اللہ کے نام سے جو عبادت کے لائق، روزی دینے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

---

[6] -صدیقی قریشی فتح محمد مخدوم، رسالہ فتحیہ، جامشورو سندہ، سندہی ادبی بورڈ سن اشاعت ۲۰۱۱ع جلد نمبر 1 ص ۳۸۴

[7] -قریشی محمد شوکت علی قاضی، چونڈ ملفوظات غوث الحق مخدوم سرور نوح رحمۃ اللہ علیہ ھالائی، ہالا پرانا ادارہ کتب خانہ قاضی غلام محمد قریش سن اشاعت 1999 ص ۶۲

[8] -وفائی دین محمد، راحت الروح، جامشورو سندہ، سندی ادبی بورڈ، سن اشاعت ۲۰۱۱ ص ۵

بنام خدائی رحمت کندہ عام در بروزی، ورحمت کنندہ خاص در عقلی بمغفرت وفیروزی یعنی شروع اللہ کے نام سے جو دنیا میں رحم کرنے والا ہے ہر ایک پر، روزی دینے سے، اور خاص رحم کرنے والا ہے آخرت میں بخشش کرنے اور کامیاب کرنے سے۔

بنام واجب الاکرام خدائی واحد احد فرد صمد صانع وفاطر بی شریک و مدد خداوند رحمت کنندہ عام وخاص۔ یعنی شروع اللہ کے نام سے جو عزت کے لائق ہے، اکیلا پیدا کرنے والا اور مدد کرنے والا ہے ہر عام وخاص پر[9]۔

آپ کے دور میں سندھ میں ارغون اور ترخان دونوں خاندانوں کی حکومت تھی۔ آپ کے ہمعصروں میں قاضی قاضن، شاہ کریم جیسے شاعر گذرے ہیں، جس میں آپ کی شاعری بھی ملتی ہے، آپ کا کلام فنی اور معنوی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے۔ آپ کی زبان سلیس عام فہم ہے۔ اور آپ کے کلام کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ میں کتنی ایسی مثالیں ہے جن میں بامحاورہ معنی کا استعمال کیا ہے۔ ایک باکمال اور قادر الکلام شاعر کے کلام میں جو خوبیاں ہونی چاہییں، وہ سب ان میں موجود ہیں، ان خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کے کلام ایک جدید مفہوم پیش کرے جس میں تازگی ہو اور یہ خوبی آپ کے کلام میں موجود ہے۔ آپ کی بصیرت افروز نگاہ کائنات کی ایک ایک چیز کا تمام باریک بینی سے مطالعہ کر چکی ہے[10]۔

توکل کا مقام: ایک دفعہ مخدوم صاحب بیماری کی حالت میں اپنی کمرے میں لیٹے ہوئے تھے کہ گھر کا ایک خادم بچہ حاضر ہوا اس کو فرمایا کہ، ''تو اور میں دونوں اللہ کے بندے ہیں، تیری کفالت ہمارے ذمے ہے اور میری خدمت تیرے ذمے ہے'' پھر آپ نے فرمایا مجھے تھوڑا پانی لاکے دو، بچا وہ سن کر ہنس پڑا اور آپ کو پانی نہیں دیا۔ مخدوم صاحب نے فرمایا الحمدللہ پوری عمر میں ایک سوال کیا وہ بھی پورا نہیں ہوا۔ پھر آپ خود اٹھ کر پانی بھرنے لگے، یہ دیکھ کر ایک شخص آگے بڑھا تو آپ نے فرمایا ابھی چھوڑ دو کیوں کے اس سے ہمیں طمع کی بو آرہی ہے۔[11]

ایک اور روایت میں ہے کے آپ کی خدمت اقدس میں ایک مہمان آیا مہمان کو بٹھا کر آپ اندر تشریف لے گئے، گھر والوں سے پوچھا کے کھانے میں کوئی چیز ہے؟ آپ کو بتایا گیا بہت کچھ ہے جب آپ کے سامنے بہت سارا کھانا پیش کیا اور بتایا اور بھی بہت کچھ گھر میں موجود ہے، مخدوم صاحب نے یہ سن کر فرمایا گھر میں اتنا کھانا رکھنا توکل کے اصولوں کے خلاف ہے کیوں کہ دوسرے دن کے لیے کھانا بچانے کا مطلب یہ ہے کے ہمیں اللہ تعالی کی ذات پر بھروسہ نہیں ہے پھر آپ نے گھر میں جو بھی کھانا موجود تھا وہ دوسروں کو دے دیا۔[12]

صلاح تربیت کے طریقے: علم نفسیات میں انسان کی تین کیفیات سے بحث کی جاتی ہے۔ ادراک۔ احساس کی منزل سے گزرتا ہے۔ سماج اور حکومت، عمل پر مواخذہ کرتے ہیں۔ قانون تعزیرات کی کوئی دفعہ، ادراک واحساس کی منزل پر جرائم کا احتساب نہیں کرسکتی۔ مشائخ کی اصلاح کا بنیادی طریقہ اور اصول یہ تھا کہ انسان کا عمل درست کرنے کے لئے اور ادراک واحساس کو درست کیا جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ برا فعل برا ہے۔ لیکن برا خیال اس سے بھی برا ہے، جسم کی جنابت پانی سے دور ہو جاتی ہے۔ لیکن دل کی جنابت دور کرنے کے لئے یہ پانی کافی نہیں۔ وہ آنکھوں کے پانی سے دھلتی ہے۔ اور نالہ ہائے نیم شبی سے اس

---

9 -مترجم سعید احمد بھٹو مولانہ، فارسی ترجمہ حضرت مخدوم سرور نوح رحمۃ اللہ علیہ، طالب المولی اکیڈمی، سن اشاعت ۲۰۲۰

10 -علوی آخوند اسرار احمد ڈاکٹر، تحفۃ الروح ہالا پرانا ادار اکتب خانہ قاضی غلام محمد قریشی سن اشاعت ۲۰۰۹ ص ۶۸

11 -مترجم سعید احمد بھٹو مولانہ، فارسی ترجمہ حضرت مخدوم سرور نوح رحمۃ اللہ علیہ، طالب المولی اکیڈمی، سن اشاعت ۲۰۲۰ء

12 -چنا محبوب علی سیوھانی، مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ کے سہیو گی،، ص ۲

کے اثرات محو ہوتے ہیں۔انسان کی صحیح تربیت وہ ہے جو اس کے ادراک' احساس اور وعمل کو درست کرے، وہ صرف بُرے عمل ہی سے پرہیز نہ کرے، بلکہ برے خیالات اور برے احساسات سے بھی بچے۔ صرف اس کی گردن سے زُنار ہی نہ دور کردیا جائے بلکہ اس کی پیشانی میں چھپے ہوئے سجدہ ہائے صنم بھی نکال دئے جائیں۔

یہ اصول تسلیم کرلینے کے بعد کہ انسانی اعمال کی درستگی کے لئے ادراک واحساس کی اصلاح ضروری ہے۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے لئے کون سے ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔

ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ انسان کی کسی فکری یا ذہنی کیفیت کو زبردستی دور نہیں کیا جاسکتا۔انسان کا جسم زنجیروں سے جکڑا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے ذہن پر پہرے نہیں بٹھائے جاسکتے۔ بعض صورتوں میں ایسا محسوس ضرور ہوتا ہے کہ زبردستی جو کیفیت دور کرنے کی کوشش کی گئی تھی وہ کامیاب ہوگئی لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا، جس ذہنی کیفیت کو ایک جگہ دبادیا جاتا ہے وہ دوسری جگہ ایک ضغطۂ دماغی (نفسیات) کی صورت میں نمودار ہوتی ہے ۔اور اس طرح خود بہت سے ذہنی کشیدگیوں کا سبب بن جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کا صحیح فکری مزاج قائم نہیں رہتا اس میں قنوطیت، بے عملی، پست ہمتی اور خوف کی مختلف کیفیتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔

برائی کو دور کرنے کا سب سے مؤثر طریقہ قلب کو بیدار کرنا ہے۔جب قلب قوت حاصل کرلیتا ہے۔ تو نفس کے تقاضے خودبخود خاموش ہوجاتے ہیں۔ انسان کی بہیمی قوت کمزور پڑجاتی ہے اور وہ شیخ نظام الدین اولیاءؒ کی اس نصیحت پر کہ ------" از شہوات باید گذشت " --------- عمل کرنے کے قابل ہوجاتا ہے۔

قلب، صوفیہ کے نزدیک کیا چیز ہے ؟ اور کس طرح بیدار ہوسکتا ہے؟ --------------اجمالا اس ضمن میں صوفیہ کے خیالات یہ تھے۔

(1) دل انوار ربانی کا محل ہے۔ معرفت حق اسی کے ذریعے ممکن ہے۔انسان کے جسد خاکی میں یہی وہ حصہ ہے جو اس کو مبدء فیاض سے ملاتا ہے، -------------- کی راہ میں دکھاتا اور مضراب حیات کو نظام راہبیت [13]

سے ہم آہنگ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا دار الملک بتایا ہے اور کہا ہے قلوب احبائی دار ملکی (روح الاروا)

میں رسول پاکؐ کی ایک حدیث درج ہے کہ القلب بیت اللہ۔ لیکن ہر انسان کا دل انوار بانی کا محل نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کی مثال آئینہ کی سی ہے۔ جب اس پر حجابات پڑجاتے ہیں تو وہ نظارہ جمال کے قابل نہیں رہتا پیکر انسانی میں دو قوتیں کام کررہی ہیں ۔ بہیمی اور ملکوتی۔ ایک انسان کو نیچے کی طرف کھینچتی ہے۔ دوسری اوپر کی طرف ، جو قوت زور پکڑ جاتی ہے اسی سے قلب متاثر ہوجاتا ہے۔ مصباح الہدایت میں اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے :

" دل نتیجہ روح نفس است، ومیان نفس وروح تجاذب وتطارد واقع۔ روح خواہد کہ نفس رابعالم خود کشد ونفس خواہد کہ روح رابعالم خود کشد۔

[13] - نظامی خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، اپریل 1975، ناشر مکتبہ عارفین ناشران وتاجران کتب، رقیہ بلڈنگ پاکستان چوک کراچی، ص251- 254

وہمیشہ دریں تنازع وتجاذب باشند۔ گاہ روح غالب می شود و نفس راا ز مرکز سفلی بمقام علوی می کشد۔ وگاہ نفس غالب می گردد وروح راازواج کمال بخفیض نقصان می کشد ودل پیوستہ تابع آں طرف بود کہ غالب گردد۔[14]

خلفاء: مخدوم سرور نوح رحمۃاللہ علیہ کے مریدوں اور معتقدوں کی تعداد بیشمار ہے مگر کچھ خاص اور مقرب خلیفہ یہ ہیں 1: سید ابو بکر 2. درویش عمر 3. درویش عثمان 4. بھاءالدین دلق پوش 5. شاہ عبدالکریم بلڑی والا 6. سید خیرالدین شاہ جیلانی سکھر 7. مخدوم ساہڑ 8. حاجی نعمت اللہ چشتی آپ شیخ عیسیٰ جنداللہ سندھی کی مصاحب تھے. 9. میرن کاتیار 10. فقیر یونس تارکی 11۔ سید علی شیرازی ثانی۔

دینی خدمات: آپ کی دینی خدمات کی وجہ سے آپ کا نام اسلامی دنیا میں بڑے احترام سے لیا جاتا ہے کیوں کہ آپ دسویں صدی کے دین کے مجدد تھے اور سندھ میں اسلام کے سہروردی سلسلے کے امیر کارواں اور مذہب اسلام کے بڑے مبلغ تھے۔[15]

یادگار میں سیکڑوں خانقاہیں تعمیر کی گئیں۔ جن کے نقشے اور نمونے آج بھی ملک کے مختلف حصوں میں دستیاب ہیں۔

اس سلسلے میں سروری خاندان کی خدمات سنہرے الفاظ میں لکھی جانے کے لائق ہیں۔

1- مخدوم غلام حیدر گورنمنٹ ہائی سکول ہال

2- مسلم پرائمری سکول ہالہ

3- مانیٹرنگ ہاسٹل

4- سروری اسلامیہ کالج ہال (آرٹس اینڈ سائنس میں)

5- مخدوم غلام حیدر مدرسہ ہالہ

6- طالب ہاسٹل ہال

7- بیلسٹک آرنیٹل ہولو

8. طیبہ کالج حیدرآباد

9- اورینٹل کالج حیدرآباد

10- بال روم ہائی سکول داد

علم وادب کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ اس خاندان نے دین اسلام کی ترویج بھی کی، مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے فارسی میں قرآن مجید لکھا۔ علماء و محققین کی نظر میں ایک عظیم دینی خدمت ہے، اس کے علاوہ مخدوم مولوی غلام حیدر جو کہ سند یافتہ دیوبندی فارغ التحصیل تھے، اسی لیے "اسوۃ محمدی" انہوں نے "نبوت" جیسی دینی کتابیں لکھ کر تبلیغ دین کا مقدس فریضہ ادا کیا ہے۔ اور "اسلامی تصوف" کے علم کی تعلیم کو فروغ دیا۔

ہالا کی تمام مساجد میں رمضان المبارک میں مخدوم غلام حیدر کی طرف سے شربت فراہم کیا جاتا تھا اور ہالا کے تمام مقدس مقامات پر مخدوم صاحب کی طرف سے عطیات فراہم کیے جاتے تھے، طبقاتی ہم آہنگی اور قربت کو برقرار رکھنے میں مخدوم صاحب کی کاوشیں قابل تحسین ہیں، اور اعتدال میں مذہبی امور، مخدوم تمام مسلمانوں کے لیے طالبان کے اتحاد کی علامت ہیں۔

نولاکھ گودڑی: آپ کے مریدوں اور معتقدوں کے جماعت نولکھ گودڑی کے بارے میں کہتے ہیں کے آپ کا ایک خلیفہ سیّد عالی شیرازی رحمۃاللہ علیہ جو آپ کے ساتھ ٹھٹھہ میں تھے نماز جمعہ کے بعد کسی قوم کے فقر اٹولیوں کے صورت میں آپ کے مریدوں میں شامل ہونے کے لیے حاضر ہوئے اور مخدوم سرور نوح نے اپنی

---

[14] - نظامی خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ص 53 سے 55 تک۔ مصباح الہدایت (مطبع نولکشور) ص 72، 73

[15] علوی آخوند اسرار احمد ڈاکٹر، تحفۃ الروح ہالا پراناادار اکتب خانہ قاضی غلام محمد قریشی سن اشاعت ۲۰۰۹ء، ص ۶۸

معمول کے مطابق عصر نماز تک اپنی مریدوں کو دعائیہ کلمات کے ساتھ تلقین کرتے رہے نماز کے بعد آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید کو کشف سے معلوم ہوا کے آج آپ کے صحبت میں آج جو فقرا آئے تھے ان میں جنؓ بھی تھے جن کی تعداد نو لاکھ بتائی جاتی ہے جس کے بعد جماعت کا نام نو لکھی گودڑی پڑ گیا۔[16]

کچھ مرید یہ بھی کہتے ہے کہ یہ نام اس لیے پڑا کے یہ گودڑی نو لاکھ مریدوں کی رہبری کرتا ہے جو کہ پاکستان کے مختلف شہروں اور پاکستان سے باہر زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔ یہ گودڑی سادہ رنگ کی سفید اور کالی موٹے دھاگے سے سوتی کپڑے کے بنی ہوئی ہے جو کہ حضرت مخدوم سرور نوح رحہ پہنتے تھے اور آپ کے بعد جو بھی گادی نشین آیا وہ دستار بندی کے موقع پر برکت کے خیال سے استعمال کرتے تھے اور یہ روایت آج تک جاری ہے، کیوں کی یہ گودڑی ہمیشہ اہل دل، درویش صفت انسان، اہل اللہ نے استعمال کی ہے اس نسبت کے اعتبار سے اس کا احترام کیا جاتا ہے اور یہ ۴۰۰ سالا قدیم گودڑی اس وقت موجودہ گادی نشیں حضرت مخدوم جمیل الزمان صاحب کے پاس محفوظ ہے۔[17]

وصال: حضرت غوث پاک مخدوم سرور نوح رحہ کی عمر مبارک ۸۴ سال تھی مگر آپ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود آپ بلکل صحتمند اور چست اور الحمدللہ ۵ وقت باجماعت مسجد شریف میں ادا کرتے تھے۔

27 ذولقعد ۹۹۸ھ بمطابق جمعے کی رات عشاء نماز با جماعت ادا کر کے حسب دستور اپنے حویلی کی طرف آرہے تھے اسی رات آپ نے گھر والوں کو صبر کے ترغیب دی اور اپنے غسل، جنازہ نماز اور تدفین کے بارے میں سمجھا کر اپنے حجرے مبارک میں آرامی ہوئے۔ فجر کے نماز پر آپ کی غیر موجودگی پر معلوم ہوا اور آپ کے وصال کی خبر جلدی جلدی سب کو معلوم ہوگئی۔ کسی کو معلوم ہی نہیں ہوا کے آپ کا وصال مبارک عشا کے بعد ہوا ہے یا فجر سے پہلے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کے ہم کو عبدو فقیر کیریو غسل دے گا وہ جہاں بھی ہوگا خود ہی آجائے گا آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کے غسل کے بعد کچھ غیبی مہمان جماعتی جنازہ پڑھنے آئیں گے، اس کے بعد آپ شہر والے نمازے جنازہ پڑہنا۔ فجر کے نماز کے ٹائم عبدو فقیر اچانک مسجد شریف میں ظاہر ہوا، جس کو مخدوم صاحب کی خواہش سے واقف کیا گیا، لیکن اس نے کسی بھی حیرت کا اظہار نہیں کیا۔ جیسے اس کو پہلے سے ہی معلوم تھا فجر نماز کے بعد مخدوم صاحب کا جنازہ حویلی سے باہر لایا گیا آپ کو غسل دیا گیا اور آپ کا جنازہ تیار کیا گیا اس کے بعد سب لوگ پیچھے ہٹ گئے اس کے بعد قدرت کے رنگ لوگوں نے دیکھے کہ ایک کے بعد یکے دیگرے جماعتیں آتی گئیں اور آپ کے جنازے نماز پڑھتے گئے۔ اور یہ سلسلہ فجر نماز سے لیکر جمع نماز تک جاری رہا۔ اسی طرح معلوم ہوا کے 71 جماعتوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور اس کے بعد ہالا کے مقامی لوگوں نے جمع نماز کے بعد جنازہ نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ کا جسد مبارک اٹھا کر ٹوڑی گاؤں نامی (ہالا پرانا) میں دفن کیا گیا۔[(18)]

12 سالوں کے بعد جب دریاہ میں طغیانی آئی تو آپ کے لاش مبارک کا صندوق نکال کر تھوڑا آگے تقریباً 3 میل کے سفر پر آکر دفن کیا جس کو اس وقت اسلام آباد کہتے تھے، لیکن بعد میں ہالانیو کے نام سے مشہور ہوگئے۔ حضرت مخدوم نوح رحہ کے مزار منتقل ہونے کے بعد ہالا کے بزرگ اور درگاہ کے خدمتگار کہتے ہیں کہ مخدوم نوح رحہ نے فرمایا کے میں تین جگہ کروں گا یعنی میرا جسد خاکی تین جگہ منتقل ہوگا اس پیشنگوئی کے مطابق آپ کا جسد خاکی دو جگہ پر منتقل ہو چکا ہے اور اب

16 ۔صدیقی مخدوم جمیل الزماں، تذکرہ مخدومان ہالا، ذاتی کتب خانہ ہالانیو، ص8

17 ۔علوی آخوند اسرار احمد، تحفۃ الروح ہالا پرانا ادارا کتب خانہ قاضی غلام محمد قریشی سن اشاعت ۲۰۰۹ء، ص ۶۸

18 ۔ٹھٹوی علی شیر قانع میر، تحفۃ الکرام جامشورو سندھ، سندھی ادبی بورڈ ص ۲۵

جب بھی سیلابی ریلے کا خطرہ ہوتا ہے تو ہالا والوں کو یہ خوف ہوتا ہے کے آپ کا جسد خاکی تیسری جگہ منتقل ہوگا۔اس پیشنگوئی کے مطابق ہالا نیو شہر ہمیشہ خطرے میں ہوتا ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

آپ کی قبر مبارک پر آپ کے پوتے مخدوم محمد زماں "پانچواں گدی نشین" نے سن ۱۲۰۵ ہجری میں بڑا مقبرہ بنایا، جہاں پر ہر سال ذوالحج کے مہینے میں آپ کا سالانہ عرس مبارک منایا جاتا ہے۔[19]

خلاصہ:

انسان کی ہدایت کے لیے جب اللہ تعالی کی رحمت کو جوش آتا ہے تو ان کی رہبری ور ہنمائی کے لیے ایک ایسا آدمی بھیجتا ہے جو ان کو خدا کی یادگیری کا بھلا یا ہوا سبق آ کے یاد دلاتا ہے۔انسان ذات کی رہبری کے لیے پیغمبروں کی آمد کا سلسلا آقائے دو جہاں آنحضرت محمد ﷺ پر آکر ختم ہوااور آپ کے بعد کوئی نبی یا پیغمبر نہیں آئے گا۔ انسانی اور زبانی نعمتیں اپنے وجود کی بنیاد پر ختم ہو چکی ہیں اور دین اللہ کے رسول میں کمال اور فصاحت کو پہنچ چکا ہے جس کے بعد دنیا میں نہ کوئی رسول آئے گا مگر دین کی تجدید اور اصلاح شریعت۔ جہاں تک کہ اللہ سبحان و تعالی بنی اسرائیل میں وقتا فوقتا ایک نبی بھیجتا ہے، یوں وہ علمائے ربانی کا ایک گروہ امت کو بھیج رہا ہے جو امت کو ہدایت دے رہا ہے کہ وہ مشرکانہ رسومات کو نہ پھیلاتے ہوئے اور سنت کی ہدایت کرے۔

تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کے زمانے میں جس کے بعد ہزاروں اولیاء اکرام ، مجدد ، غوث ، قطب دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کی خدمت کرتے ہوئے نمودار ہوئے جن کی تاریخیں اور اعمال تاریخ کے صفحات پر موجود ہیں۔

عام مؤرخین نے ان کو زندہ کیا اور اسلام کے مجدد کے بارے میں لکھا ہے، اگر وہ اسے سامنے رکھیں تو سندھ کے مشہور بزرگ الفیض الوفایت غوث الحق حضرت مخدوم نوح علیہ السلام جدید زندگی پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ مخلوق اپنے قد پر پوری طرح قائم ہے، اور بے اختیار دل انہیں مجدد کا لقب یاد کرنے پر مجبور کرتا ہے۔آپ کو مطالعہ سے پتہ چلے گا کہ سنت کو ختم کرنے اور سنت کو بلند کرنے میں مخدوم صاحب کی فعال کوششیں انہیں مجدد کے لقب سے اہل بناتی ہیں۔ سندھ میں ہزاروں لوگ آپ کی دعوتوں سے مالامال ہوئے اور

اسلام کے آغاز کے بعد عرب ملک کے بہت سے قبائل سندھ میں آباد ہوئے۔جس میں خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضہ کی اولاد ہمارے ملک میں آباد ہوئی اور یہ خاندان قدیم زمانے سے قدیم شہروں میں عزت و آبرو احترام کے ساتھ رہ رہا ہے۔ حضرت مخدوم نوح کا خاندان سندھ کے صدیقی خاندان میں ایک روشن خاندان ہے۔

مخدوم لطف اللہ غیر معمولی فہم و فراست کے مالک تھے۔آپ تزکیہ نفس اور روحانی پاکیزگی پر بہت زور دیتے تھے۔آپ کی طبیعت میں نرمی اور انکسار تھا۔آپ بلاشبہ اس دور کے بہت بڑے مصلح اور مبلغ تھے۔آپ کی زندگی کے شب و روز جہاد اکبر میں گزرے۔آپ میں توکل' تسلیم ورضا' صبر واستقلال اور زہد و تقویٰ ایسی صفات حمیدہ بدرجہ اتم موجود تھیں آپ پر وقار اور منفرد شخصیت کے مالک تھے۔جو بھی آپ کی زیارت کرتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا، جو معلم اخلاق، اپنی محبت سے قلوب انسانی پر قبضہ کر لیتا ہے، اس کو پیغام دل کے کانوں میں پہنچانے میں بڑی آسانی ہو جاتی ہے۔

---

[19] جمیل الزماں مخدوم ''سندھی بات'' طالب المولی اکیڈمی ہالا ۱۹۹۹ء ص 9 .

لیکن دیکھا جائے تو انسانی زندگی کی غرض وغایت صرف انہی چیزوں تک محدود نہیں۔ بلکہ بہت آگے اور بہت بلند ہے۔ مومن کے لیے دنیا کے یہ سارے بندھن اس وقت ٹوٹ جاتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ؐ مومن سے قربانی مانگتے ہیں۔ یہ قربانی صرف دو طرح کی ہے جان اور مال۔ تو یہ صرف اس وقت ہی دی جاسکتی ہے جب تزکیہ نفس ہو چکا ہو۔ جب صوفی مقام ایثار پر پہنچتا ہے تو وہ زہد کی بھٹی سے نکل چکا ہوتا ہے۔ دنیا کی حرص و طمع اور مال و متاع کی رغبت اس کی روحانی ترقی میں حائل نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ بندھن اللہ اور اس کے محبوب کریم ؐ کی محبت سے ٹکراتے ہیں۔ اللہ کے راستے میں جہاد اور خواہ مالی ہو یا جانی جب بلاوا آجاتا ہے تو پھر نہ والد کی محبت راستہ روکتی ہے اور نہ یہ بیوی بچے اور مال تجارت پاؤں کی زنجیر بنتے ہیں۔ صوفیاء کی زندگیاں چونکہ جہد مسلسل میں بسر ہوتی ہیں اس لیے وہ دنیا کی محبتوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کئی محبت پر قربان کر دیتے ہیں۔ ان کے سامنے حضور ؐ کا یہ فرمان بھی تو ہوتا ہے۔ " تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک (محمد ؐ) اس کے والد؛ اولاد اور سب لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔" (بخاری و مسلم)

نتائج:

☆ تاریخ پر ہم نظر دوڑاتے ہیں اس امت میں آنحضرت محمد ﷺ کے بعد ہزاروں کے تعداد میں اولیاء کاملین ملتے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی بقا کے لیے، اشاعت و تبلیغ کے لیے ہمہ وقت کوشش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت مخدوم سرور نوح ؒ ہیں جنہوں نے پوری زندگی اسلام کے لیے وقف کردی، آپ نے اپنے دور میں سنت رسول ﷺ کو زندہ کیا، بدعات کو ختم کیا، لاکھوں لوگ آپ کی تعلیمات سے فیضیاب ہوئے۔ سینکڑوں کی تعداد میں خانقاہیں یاد الاہی کے لیے آباد ہوئے جن کے آثار ابھی تک ملک و بیرونی ممالک میں ملتی ہے۔ اس مقالہ کے پڑہنے سے پتا چلتا ہے کے آپ نے دین متین کے لیے کتنی خدمت کی ہے خصوصا وہ لوگ جو آپ کی تعلیمات سے واقف نھیں ہیں ان کے لیے کار آمد ہو گا۔

سفارشات:

☆حضرت مخدوم سرور نوح رحمۃ اللہ علیہ کی حالات زندگی اور آپ کی تعلیمات خدمات کا جائزہ لیتے ہیں تو آپ نے پوری زندگی مخلوق خدا کی خدمت سے پیار کرنا بغیر کسی فرق کے سیکھایا ہے۔

☆ مگر کچھ جگھوں پر ابھی بھی گنجائش ہے کے اس پر کام ہو سکتا ہے جیسے حضرت مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر موجودہ گادی نشین تک جتنی بھی گذرے ہیں ان کی سوانح حیات، علمی اور ادبی خدمات پر کام کرنا، حضرت مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ کے ادبی خدمات، آپ کی علمی خدمات پر مزید کام ہو سکتا ہے۔

آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کے یے چھوٹی سی کاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اس مقالہ سے اور عوام الناس کو فائدہ پہنچے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)